13241 ـ اسلام میں قیدیوں کے معاملات

سوال

اسلام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

دین اسلام عدل و انصاف اور رحمدلی کا دین ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں اللہ کے دین کی طرف بہتر اور اچھے انداز میں دعوت دینے حکم دیا ہے، اور اس دین عظیم میں لوگوں کو داخل ہونے کی ترغیب دلانے کا بھی حکم دیا ہے، لیکن اگر کچھ لوگ دین اسلام کو قبول نہ کرنے پر مصر ہوں، اور اس کے مقابلے میں زمین میں غیر اللہ کا نظام نافذ کریں، اور دعوت الی اللہ کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے خلاف اعلان جنگ کریں تو اس صورت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم انہیں تین اشیاء میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کا کہیں:

یا تو وہ اسلام قبول کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائیں، لیکن اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر جزیہ دینا قبول کریں (وہ اسطرح کہ مسلمانوں کی زمین میں رہنے کے مقابلے میں ہر برس کچھ معین مبلغ بطور جزیہ ادا کریں، اس کے بدلے میں مسلمان ان کفار کی حفاظت کرینگے) اور اگر وہ ایسا کرنے سے بھی انکار کریں تو پھر ان کے لیے صرف ایك راہ باقی رہتا ہے جو انہوں نے خود اپنے لیے اختیار کیا اور وہ جنگ اور قتال ہے، کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کو اذیت سے دوچار کیا اور دین اسلام کی دعوت دینے میں روڑے اٹکائے، اور مسلمانوں کی راہ کے پتھر بنے تو ان کی گردنوں پر تلوار یا دوسرا اسلحہ چلایا جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کو عزت حاصل ہوگی، اور اللہ کے دشمن ذلیل و رسوا ہونگے حتی کہ میدان جنگ میں انہیں قتل اور زخمی کر کے پھینکا جائیگا، اور پھر ہمارے لیے انہیں قیدی بنانے کا رجحان ہوگا اور ہم انہیں قیدی بنائیں گے ۔ جسے مشکیں باندھنے سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ ؛ کیونکہ یہ اس وقت اختیاری رحمت ہو گی، اور لڑائی ضرورت بن جائیگی جس کا اندازہ اس کے حساب سے لگایا جائیگا، اور اس سے خون بہانا مراد نہیں، اور نہ ہی انتقام لینے کی محبت مراد ہے.

تو جب مسلمان ان کفار پر غالب آجائینگے اور انہیں قید کرنے والی جگہ کی طرف ہانك کر لے جایا جائیگا تو انہیں زدکوب کر کے یا بھوك یا پیاس کے ساتھ یا دھوپ میں پھینك کر یا سردی میں چھوڑ کر یا انہیں آگ سے جلا کر اذیت و تکلیف دینا صحیح نہیں، یا ان کے منہ یا کان یا آنکھیں، یا انہیں داغ لگا کر تکلیف دینی نہیں چاہیے، یا انہیں جانوروں کی طرح پنجروں میں بھی نہیں بند کرنا چاہیے، بلکہ ان کے ساتھ نرمی و شفقت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے

کھانا رکھا جائے، اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی جائے.

دیکھیں یہ ثمامہ بن اثال ۔ جو کہ بنو حنیفہ کے سردار ہیں ۔ کو قیدی بنا کر لایا جاتا ہے اور مسجد نبوی کے ایك ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

اے ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے ؟

تو اس نے جواب دیا: اے محمد میرے پاس خیر ہی خیر ہے، اگر تو قتل کروگے تو ایك خون والے شخص کو قتل کروگے ۔ یعنی میں قتل کا مستحق ہوں کیونکہ میں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے ۔ اور اگر مجھ پر احسان و انعام کرو گے تو تم ایك شکر گزار بندے پر احسان کروگے، اور اگر آپ مال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جتنا مال مانگو کے اتنا ہی دیا جائیگا.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین دن تك چھوڑے رکھا اور ہر روز آکر اس اسی طرح کے سوال کرتے، اور ثمامہ وہی جوابات دیتا رہا اور تیسرے دن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑنے کا حکم دے دیا، تو ثمامہ مسجد کے قریب ہی ایك نخلستان میں گیا اور وہاں جا کر غسل کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگیا اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے کہنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر عرض کرنے لگا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ کی قسم روئے زمین پر میرے لیے آپ کے چہرے سے مبغوض ترین چہرہ کوئی اور نہیں تھا، لیکن اب آپ کا چہرہ میرے لیے محبوب ترین بن گیا ہے، اور اللہ کی قسم میرے نزدیك آپ کا دین مبغوض ترین تھا لیکن اب یہ دین میرے لیے سب سے اچھا اور محبوب بن گیا ہے، اللہ کی قسم آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کسی اور شہر سے بغض نہیں تھا، لیکن اب مجھے آپ کے شہر سے سب سے زیادہ محبت ہے.

آپ کے گھڑ سواروں نے مجھے پکڑ لیا تھا میرا تو ارادہ عمرہ کی ادائیگی کا تھا، اب آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دیتے ہوئے عمرہ کی ادائیگی کا حکم دیا، جب ثمامہ مکہ پہنچتے ہیں تو اسے کسی نے کہا:

تم بے دین ہو گئے ہو ؟

تو ثمامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا: نہیں میں بے دین تو نہیں ہوا، بلکہ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا ہوں، اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آ سکتا حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دے دیں.

اللہ تعالی آپ پر رحم و کرم کرے ذرا اس قصہ پر غور تو کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم اور رحمدل معاملہ نے ثمامہ رضی اللہ تعالی عنہ پر کتنا اثر کیا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا، اگر اللہ تعالی کی توفیق اور ثمامہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ یہ نرم اور رحمدلانہ معاملہ نہ ہوتا تو ایسا نہیں ہو سکتا تھا.

کیا اللہ سبحانہ وتعالی نے ابرار اور نیک قسم کے لوگوں کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ:

اور وہ اللہ تعالی کی محبت میں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تو انہیں اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، نہ تو ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں، اور نہ ہی کوئی شکر گزاری .

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ: ان دنوں ان کے قیدی مشرک تھے، اور اس کی شہادت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر والے دن اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ وہ قیدیوں کی عزت و تکریم کریں، تو وہ کھانے کے وقت پہلے قیدیوں کو کھانے پیش کرتے تھے ... مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ محبوس شخص ہے: یعنی وہ انہیں کھانا فراہم کرتے حالانکہ خود انہیں بھوک لگی ہوتی اور وہ کھانا پسند کرتے تھے. انتہی.

قیدیوں کو باندھ کر رکھنے کا حکم:

یہ تو معلوم ہی ہے کہ اگر قیدیوں کو فرار ہونے کا موقع ملے تو وہ بھاگنے میں کوئی تردد نہیں کرتے، کیونکہ ہو سکتا ہے انہیں اپنے انجام کا خطرہ ہو، اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا، اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیدیوں کو باندھ کر رکھیں، اور ان کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیے جائیں، تا کہ وہ فرار نہ ہو سکیں، اور یہ حکم اب تک جاری و ساری ہے اور سب لوگوں کے ہاں معروف بھی ہے.

ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قیدیوں کو باندھنے میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح دشمن کی طاقت توڑی جائے، اور انہیں میدان جہاد سے دور کر کے ان کا شر دور کیا جائے تاکہ اس کی فاعلیت اور اذیت کو روکا جا سکے، اور اس پر مستزاد یہ کہ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے اسباب متوفر ہوں کہ ان کے قیدی دے کر اپنے مسلمان قیدی لیے جائیں.

قیدیوں کو محبوس کرنا:

قیدیوں کو محبوس کرنا ایک سیاست ہے تا کہ صحیح اور زیادہ اصلاح والا کام واضح ہو جائے: اس لیے امام

المسلمین کو حق حاصل ہے کہ وہ قیدیوں کو محبوس اور قید کر کے رکھے حتی کہ ان کے بارہ میں دیکھا جائے کہ کیا چیز زیادہ بہتر اور مصلحت کس میں ہے، یا تو ان کے بدلے فدیہ اور مال قبول کیا جائے، یا پھر ان کے ساتھ مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے، یا پھر بغیر کسی فدیہ وغیرہ کے بطور احسان انہیں چھوڑ دیا جائے، یا مسلمانوں میں بطور غلام اور قیدی بنا کر انہیں تقسیم کر دیا جائے، یا ان کے مرد قتل کر دیے جائیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے سے منع فرمایا ہے.

قیدی کو محبوس کرنے میں زیادہ سے زیادہ احتراز اور تحفظ ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوك کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ رومی اور ان سے پہلی سلطنت والے آشوری اور فراعنہ قیدیوں کی آنکھوں میں سلایاں گرم کر کے لگاتے تھے (یعنی ان کی آنکھیں نکلوا دیا کرتے اور آنکھوں میں گرم سلایا ڈالتے تھے) اور قیدیوں کی چمڑی ادھیڑ کر اتار دیتے، اور انہیں کتوں کے سامنے ڈالتے تھے، حتی کہ قیدی لوگ زندگی پر موت کو ترجیح دیا کرتے تھے.

دیکھیں: احکام السجن و معاملة السجناء فی الاسلام تالیف ابو غدة صفحہ نمبر (256).

واللہ اعلم .